حافظ محمد خرم شہزاد

ارشاداتِ امیر شریعت

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

امیر شریعت، خطیب الأمّت، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ عالمِ اسلام کی ایک معروف دینی شخصیت ہیں، تحریک آزادی ہند، تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت و ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی لازوال قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے سب سے بڑے خطیب بھی تھے اور قریہ قریہ بستی بستی وجہ شہرت بھی آپ کی خطابت ہی تھی۔ روزانہ اور مسلسل کئی کئی گھنٹوں بیانات آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ دوران خطاب آپ کی زبان سے ایسے لعل و جواہرات نکلتے جو سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے اور ان اقوال وارشادات کا چرچہ ہر سو پھیل جاتا یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات آج بھی اہل علم کی زبانوں پر عام ہیں۔ آپ سے منسوب مگر باحوالہ چند ارشادات پیش خدمت ہیں۔

ا۔ میرا مسلک:

''میں حنفی العقیدہ مسلمان ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ نفع و نقصان کی وارث صرف اللہ کی ذات ہے۔ حالات کا تغیر بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اولاد دینا، نہ دینا، دے کر چھین لینا اسی کو زیبا ہے''

۲۔ قبر مبارک پر گنبد خضریٰ:

ایک تحریک کے دوران لاہور میں ایک اجتماع ہوا۔ جس میں ایک سوال کیا گیا کہ ''آپ کے نزدیک اگر قبر پر قبہ بنانا بدعت ہے تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک پر گنبد خضراء سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟''

سوال پر سارے مجمع میں ایک ارتعاش پیدا ہوا۔ دوستوں کی پریشانی بڑھی دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ مخالفین نے تالیوں سے اس سوال کا استقبال کیا لیکن شاہ جی کو قدرت نے ذہن ایسا عطا کیا تھا۔ سوال پر ذرا مسکرائے اور ارتجالاً فرمایا: ''اگر ان معماروں نے (گنبد تعمیر کرنے کی) جرأت کرلی ہے، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ سے بھی اونچی ہو کر اس پر قبہ تعمیر کیا ہے تو پھر میری رائے ہے کہ گنبد خضراء کے مقابلے میں کوئی گنبد تعمیر نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے''۔

(حیات امیر شریعت: ص ۸۷، ۸۸، ۸۹)

۳۔ انگریز کے حامی نام نہاد پیرانِ طریقت سے خطاب:

''اے پیران طریقت! یہ سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم ان کے اصول ان کی روحانی زندگی پر وہ کالک (سیاہی) مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ نہیں دھویا جاسکتا اور نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے۔

اگر میں ابن مسعود کی حمایت کروں تو کافر، اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن؟ تم فتح بغداد پر چراغاں کرو تو مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم؟

تمہارے تعویز تمہاری دعائیں کافر کی فتح کی آرزومندر ہیں اور میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے کے درپے رہا۔ تم نے انسانوں سے زیادہ کتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خونِ مسلم سے داغدار ہیں۔ اے دم بریدہ سگانِ برطانیہ! صورِ اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہارا فرد جرم تمہارے سامنے لایا جائے اور تم اپنے نامۂ اعمال کو ندامت کے آئینے میں دیکھ سکو۔

تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ ہی تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے۔ تمہاری دستار کے پیچ وخم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں۔ اور تم انھیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے۔ وقت کا انتظار کرو کہ شاید تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو مسخ کردے اور تمہارے اور تمہارا زہد وتقویٰ ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے''۔ (حیات امیر شریعت: ص ۹۸، ۹۹)

۴۔ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے:

مرزائیوں کی طرف سے امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے قتل پر مامور راجندر سنگھ آتش سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''میرا طرزِ تکلم مجھے کیا بچا سکتا ہے بابو! موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو، جو رات قبر کی ہے وہ باہر نہیں آسکتی اور جس رات کو باہر آنا ہے، اسے دنیا کی کوئی طاقت قبر کے سپرد نہیں کرسکتی۔ البتہ تمہیں میری نصیحت ہے کہ بحیثیت انسان ہمیشہ انسان کی بھلائی کے لیے سوچا کرو۔ دولت ہاتھ کی میل ہے بابو! اس کے لالچ میں اگر تم مجھے قتل بھی کردیتے اور میرے قتل کے الزام سے تمہارا دامن محفوظ بھی رہتا تو کسی دوسرے موقع پر بغیر جرم کے مار کھا جاتے۔ خیر!''

(حیات امیر شریعت: ص ۱۹۶)

۵۔ اسلام اور غلامی:

''کائنات میں سب سے بڑا اچھوت غلامی ہے۔ غلام کا جسم اور اس کی کمائی اپنی نہیں ہوتی، بلکہ مالک کی ہوتی ہے لیکن اسلام نے دنیا میں غلام کا درجہ بلند کردیا ہے، اور اچھوت پر سب سے بڑا احسان کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں، جنھوں نے اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ، زید رضی اللہ عنہا سے منسوب کردی، جو غلام تھا، اسلام نے مذہب کے معاملہ میں جبر واکراہ سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے عمل سے اسلام کی تلقین کی، کہ ایسے لوگوں سے کیا سلوک کیا جائے جو مسلمان نہیں

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی!

(حیاتِ امیر شریعت: ص۲۰۶)

۶۔اللہ کا نظام دلوں پر قائم کریں:

''کسی زمین کو حاصل کرنے سے بیشتر اللہ کا نظام اپنے دلوں پر قائم کریں فرنگی کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی سے جو دل زنگ آلود ہو چکے ہیں، انہیں ایمان کی کسوٹی پر پرکھیں تا کہ کفر کے نظامِ حکومت کی جو آلائشیں اس پر جم چکی ہیں وہ صاف ہو جائیں۔اس کے علاوہ اگر آپ نے کوئی زمین حاصل کر بھی لی، تو جو نظام آپ قائم کریں گے وہ انسانوں کا بنا ہوا ہوگا جس کی ہر شق کفر کے آئین سے ماخذ ہوگی''۔ (حیاتِ امیر شریعت: ص۲۷۷)

۷۔مجلسِ احرار اسلام کا مشن:

''مجلس احرار اب مذہبی اور اصلاحی کاموں میں سرگرمِ عمل رہے گی۔مسئلہ ختم نبوت اس کا بنیادی مسئلہ ہے۔ سیاست اب ہماری منزل نہیں۔وہ جانے مسلم لیگ اور اس کا کام۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلم لیگ کے پاس قوت ہے اور ہم اس قوت سے ڈر گئے ہیں۔نہیں! نہیں! بلکہ ملک کی ضرورت اور حالات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم متحد ہو کر بغیر کسی اندرونی خلفشار کے پاکستان کی کمزور بنیادوں کی نگہداشت کریں۔ان الفاظ سے میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں''۔

(حیات امیر شریعت: ص۳۲۷)

۸۔علماء، واعظین اور مبلغین کو وصیت:

''ا۔عزیزو! اسلام کی تبلیغ کانٹوں کا تاج پہننے کے مترادف ہے، جدھر منہ کرو گے مخالف ہی مخالف نظر آئیں گے، حتیٰ کہ ایسے ایسے مقامات سے گزر ہوگا اور مخالفت ہوگی جہاں تمہارا گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔اگر تم اس عزم پر پکے اور پختہ رہے تو کامیاب ہو جاؤ گے (پھر تھوڑا مسکرائے اور فرمایا) احرار بظاہر کسی تحریک میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن جس عزم کو لے کر اٹھے اس پر ڈٹے رہے تو نتیجہ یہ ہے کہ آج برسرِ اقتدار آنے والا ہر گروہ احرار کے نام سے لرزتا ہے۔

۲۔وعظ کرنے کے لیے جانے سے پہلے داعی سے کرایہ کبھی وصول نہ کرنا۔اگر اتنا بھی کرو گے تو منہ کھائے گا، آنکھ شرمائے گی، حق بیان نہ ہوگا۔

آمدورفت کا کرایہ گھر سے لے کر چلنا۔ تقریر بیان کے بعد اگر داعی کچھ خدمت کرے تو اس کے سامنے شمار نہ کرنا اور اگر کچھ بھی نہ دے تو اپنی زبان سے طلب بھی نہ کرنا، بلکہ چپکے سے ہنس مکھ واپس آجانا۔ ساری زندگی میرا یہی عمل رہا ہے۔ جب کہیں جانا ہوتا ہے تو میں تمہاری اماں سے پوچھا کرتا تھا کہ مجھے فلاں جگہ وعظ کہنے جانا ہے کرایہ ہے؟ اگر ہوتا تو آمدورفت کا خرچ گھر سے لے کر چلتا۔

کچھ بھی خدمت نہ کرنے والا اگر پھر بھی بلالے اور دعوت دے دے تو جانے سے انکار نہ کرنا۔ اب اگر پچھلی اور پہلی مرتبہ ہدیہ حق الخدمت وغیرہ نہ مل سکنے کے سبب جانے سے رک جاؤ گے تو للّٰہیت نہ ہوگی بلکہ نفسانیت ہوگی اور داعی کے سامنے شمار کرنے سے روکنے میں یہ حکمت ہے کہ ہوسکتا ہے کہ داعی غریب اور مفلس ہونے کے سبب حق الخدمت یا کرایہ بھی پورا نہ دے سکے۔ اس سے خود بھی تردد ہوگا اور داعی کے دل میں بھی ہوک اٹھے گی۔ ہائے! میں غریب تھا کرایہ بھی نہ دے سکا اور اس سے غریب کی آہ اور دل دکھانے کے ہر پہلو سے پرہیز کرنا۔ اگر ان باتوں پر عمل کرو گے تو انشاء اللہ کبھی بھوکے نہیں رہو گے اور یہی باتیں دنیا و عقبیٰ کی فلاح و بہبود اور ترقی و سربلندی کا موجب ثابت ہوں گی۔''

(حیاتِ امیر شریعت: ص ۳۸۹، ۳۹۰)

زندگی جدوجہد سے عبارت ہے اسے ہم روح کا لباس بھی کہہ سکتے ہیں۔

انسان لباس کے معاملے میں مجاز ہے، اجلا رکھے یا میلا کر دے

برائی بہر حال برائی ہے۔ جو انسان دوسروں کا برا چاہتا ہے، وہ گویا اپنے یا اپنی اولاد کے لیے بدی کاشت کرتا ہے۔

مجلس احباب میں گفتگو، دفتر احرار لاہور، دسمبر ۱۹۴۳ء

سید عطاء اللہ شاہ بخاری سوانح و افکار (شورش کاشمیری)

ایک سال کا عرصہ ہو گیا میں نے کسی اجتماع میں تقریر نہیں کی۔ اب بھی بادل نخواستہ اٹھ کر آیا ہوں۔ اس ڈر سے کہ کہیں احرار رضا کار ناراض نہ ہو جائیں۔ اپنی خواہش تو رہی نہیں، بس تم خوش رہو اور میرے لیے دعا کر دو میں اسی میں خوش ہوں۔

اِدھر یہ ضعیفی و پیری، اُدھر تم زور آور۔ جب جی چاہا پکڑ کر میدان میں چھوڑ دیا۔ اگرچہ صحت جا چکی اور بڑھاپا چھا گیا لیکن کفر کے مقابلے کے لیے مجھ سا توانا ماں نے جنا نہیں۔

احرار کارکنوں سے خطاب، ملتان، اپریل ۱۹۴۸ء

(حیات امیر شریعت، ص: ۳۱۶)